Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Jurisprudential Status and Ranking of Imam Muhammad: A Research Analysis

امام محمدؒ کا فقہی مقام ومرتبہ: ایک تحقیقی جائزہ

Burhan Uddin
Ph.D Scholar in Department of Islamic Studies, at Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal.
burhanu263@gmail.com
Dr. Zia Ur Rehman
Senior Faculty Member in Department of Islamic Studies, at Shaheed Benazir Bhutto University, Sheringal.
ziaktk@sbbu.edu.pk

ABSTRACT

Imam Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani occupies a distinguished and foundational position in the history of Islamic jurisprudence. As a principal student of Imam Abu Hanifa and a teacher of Imam al-Shafi'i, he served as a crucial link between early Islamic legal scholarship and its later development. His contributions were not limited to transmitting the views of his teacher; rather, he expanded, refined, and systematized them through his own deep legal insight and analytical reasoning. His major works, including al-Mabsut, al-Jami' al-Kabir, al-Jami' al-Saghir, and al-Siyar al-Kabir, are considered masterpieces of Islamic legal literature and remain foundational texts in the Hanafi school of thought.

*Imam Muhammad's jurisprudential approach blended rational analysis with strict adherence to scriptural sources, reflecting a balanced methodology that influenced not only Hanafi jurisprudence but the broader Islamic legal tradition. He played a vital role in documenting and codifying legal opinions, thereby preserving the legacy of the early jurists for future generations. His intellectual stature, clarity of expression, and methodical legal reasoning earned him respect across various schools of thought. Through his scholarly output and methodological rigor, Imam Muhammad helped shape the identity and resilience of Islamic law, securing his place as one of the most influential jurists in Islamic history***.***

Keywords: *Imam Muhammad Ibn Al-Hasan Al-Shaybani, Abu Hanifa, Jurisprudential, Islamic Legal, Islamic History,Al-Mabsut, Al-Jami' Al-Kabir, Al-Jami' Al-Saghir, And Al-Siyar Al-Kabir.*

تعارف امام محمدؒ

نام ونسب:

آپ کا نام محمد، والد کا نام حسن، دادا کا نام فرقد، کنیت ابو عبد اللہ اور نسبت الشیبانی ہے۔ قبیلہ شیبان کے مولیٰ ہونے کی وجہ سے شیبانی کہلائے۔

جائے وسن پیدائش:

امام محمدؒ کی پیدائش 132ھ میں عراق کے شہر واسط میں ہوئی، آپؒ کے والد دمشق کے شہر غوطہ کی بستی حرستا سے تعلق رکھتے تھے، بنو امیہ دور کے آخر میں عراق تشریف لائے اور عراق کے شہر واسط میں سکونت اختیار کی۔ واسط میں آپ کے ہاں بیٹے "محمدؒ" کی پیدائش ہوئی، پھر وہاں سے آپؒ بیٹے کو لے کر کوفہ تشریف لے گئے اور کوفہ ہی میں بیٹے محمدؒ کی پرورش ہوئی، آخری عمر میں بغداد منتقل ہوئے۔[i]

ابتدائی تعلیم:

امام محمدؒ کے بچپن کے بارے میں تاریخ میں واضح کچھ ذکر نہیں کہ آپ نے علم کی ابتدا کیسے کی، البتہ اس وقت کے رواج کے مطابق غالب گمان یہ ہے کہ آپ کے والد صاحب نے آپؒ کے لئے ایک خاص معلم کا بندوبست کیا۔ لکھنا پڑھنا سیکھنے کے بعد آپؒ نے قرآن مجید کا کچھ حصہ حفظ کیا، کچھ احادیث یاد کئے۔ فقہ و حدیث کی طرح عربی لغت میں مہارت حاصل کرنے کے بھی خواہاں تھے اور مال و دولت کا زیادہ تر حصہ اسی مد میں بھی صرف کیا، اسی وقت امام ابو حنیفہؒ کے حلقہ درس کا زیادہ چرچا تھا اسی وجہ سے امام محمدؒ کو بھی آپؒ کے حلقہ درس نے اپنی طرف کھینچ لایا۔ امام سرخسیؒ کے قول کے مطابق جب امام محمدؒ بلوغ کے عمر میں پہنچے تو امام ابو حنیفہؒ کے درس میں بیٹھے۔ امام محمدؒ خود فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے چودہ سال کی عمر میں امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں لے گیا اور جب میری عمر اٹھارہ (18) برس ہوئی تو امام ابو حنیفہؒ کی وفات ہوئی۔[ii]

علم فقہ کا حصول:

امام محمدؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت تیز حافظہ اور ذہانت کی بڑی دولت نصیب فرمائی تھی، آپؒ نے امام ابو حنیفہؒ کے کہنے پر سات دن میں قرآن مجید کا حفظ کیا تھا، امام ابو حنیفہؒ آپ کی ذہانت اور حافظے سے انتہائی متاثر تھے اس لئے امام صاحب نے انہیں دعوت دی کہ آپ میرے حلقہ درس میں باقاعدگی سے شرکت کیا کرے اور انہیں اپنی پوری توجہ کا مرکز بنایا۔ امام محمدؒ عرصہ تلمذ میں مسائل کے سماع اور تحقیق کے ساتھ ساتھ تحریر بھی کرتے جاتے تھے۔ آپؒ کی یہ تحریر بعد میں تدوین فقہ کی بنیاد بنی۔

امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے بعد آپؒ کے مسند درس پر امام زفرؒ بیٹھے، امام زفرؒ سے آپؒ نے حدیث کا کچھ علم حاصل کیا لیکن فقہ حنفی کی تکمیل، اور ساتھ ساتھ وہ احادیث و آثار جن پر فقہ عراقی کی بنیاد قائم تھی آپؒ نے امام ابو یوسفؒ سے حاصل کی۔ امام محمدؒ حریص علم ہونے کی وجہ سے ہر اس مقام تک پہنچنے کی کوشش کرتے تھے جہاں انہیں علم نظر آتا تھا خواہ وہ کوفے میں ہو یا کوفے سے باہر۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے اساتذہ میں سے کثیر تعداد کوفے سے باہر والوں کی ہیں۔[iii]

عہد مہدی کے شروع میں امام محمدؒ نے امام مالکؒ کے ہاں تشریف لے گئے، تین سال تک امام مالکؒ کی خدمت میں رہ کر ان سے اور دیگر محدثین و فقہائے کرام سے فقہ و حدیث کا فیض حاصل کیا۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کے ہاں تین سال گزاریں اور ان تین سال کے دوران میں نے امام مالکؒ سے سات سو تک احادیث کا سماع کیا۔[iv]

صفات ممیزہ:

امام محمدؒ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ چاروں مذاہب (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) میں سے ہر ایک نے آپؒ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ استفادہ کیا، امام شافعیؒ آپؒ کے براہ راست شاگرد رہے، اسی طرح فقہ مالکی کی کتب اسدیہ کے مؤلف اسد بن فرات امام محمدؒ کے شاگرد تھے، امام احمد بن حنبلؒ سے کسی نے پوچھا کہ مشکل مسائل کا علم آپؒ نے کہاں سے حاصل کیا، تو فرمایا کہ امام محمدؒ کی کتب سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام محمدؒ بہ یک وقت چاروں فقہی مذاہب کے عالم اور ماہر تھے۔[v]

امام محمدؒ کے شیوخ عظام:

امام محمدؒ کے شیوخ کی تعداد تو بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں پر صرف ان اساتذہ و شیوخ کا ذکر کیا جائے گا جو زیادہ مشہور ہیں، ذیل میں ان کے اسمائے گرامی کا ذکر کیا جاتا ہیں۔

1۔امام ابو حنیفہؒ 2۔امام ابو یوسفؒ 3۔مسعرؒ بن کدام 4۔مالک بن مغولؒ 5۔امام اوزاعیؒ 6۔ مالک بن انسؒ 7۔ امام سفیان ثوریؒ 8۔عمرو بن دینارؒ۔[vi]

تلامذہ:

امام محمدؒ کا حلقہ درس انتہائی وسیع تھا، یہاں تک کہ آپؒ کے حلقہ درس میں چار ہزار تک تلامذہ شرکت کیا کرتے تھے۔معروف تلامذہ میں سے چیدہ چیدہ کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔امام شافعیؒ 2۔ابو عبیدؒ 3۔ہشام بن عبید اللہؒ 4۔احمد بن حفصؒ 5۔عمرو بن عمرو الحرانی 6۔علی بن مسلم الطوسیؒ 7۔ یحی بن معینؒ 8۔ابو سلیمان الجوزجانی 9۔معلی بن منصور 10۔یحی بن صالح الوحاظی[vii]

امام محمدؒ کے علمی مقام و فضیلت میں علماء کرام کے اقوال: کسی بھی عالم و فقیہ کی علمی مقام و مرتبے کا اندازہ اس کے ہم پلہ اور ہم عصر علماء کے اقوال سے لگایا جاسکتا ہے امام محمدؒ کے علمی مقام اور مرتبے کے بارے میں بھی علماء اور فقہاء کے سینکڑوں اقوال منقول ہیں۔ جن میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1۔امام شافعیؒ جو کہ امام محمدؒ کا شاگرد بھی ہے ہر وقت امام محمدؒ کی مدح و تعریف میں رطب اللسان رہتے تھے۔وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمدؒ سے ایک اونٹ کے بوجھ کے بقدر کتب کا علم لکھ کر حاصل کیا، اور میں نے آپؒ سے زیادہ ذہین کسی کو نہیں دیکھا۔ آپؒ کی فصاحت کو دیکھ کر اگر میں کہوں کہ قرآن آپؒ کی زبان میں اترا ہے تو بے جانہ ہو گا۔اسی طرح امام شافعیؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمدؒ کی کتب پر ساٹھ(60) دینار خرچ کئے۔اور جب میں نے ان کتابوں میں تدبر کیا تو میں ہر ایک مسئلے کے ساتھ ایک حدیث رکھ دیا۔

2۔امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ علم فقہ کے تبحر اور ذکاوت میں ضرب المثل تھے۔

3۔ابراہیم حربیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا کہ آپ کے پاس ان دقیق مسائل کا علم کہاں سے آیا، تو آپؒ نے فرمایا کہ یہ میں نے امام محمدؒ کی کتب سے حاصل کیا ہے۔

4۔ابو عبیدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ سے زیادہ کسی کو کتاب اللہ کا علم رکھنے والا نہیں دیکھا۔

5۔محمد بن سماعہؒ فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کا دل علم فقہ میں تفکر کی وجہ سے دنیاوی امور سے منقطع ہوا تھا یہاں تک کہ ایک آدمی آجاتا اور سلام کرتا تو امام محمدؒ اُسے دعا دینے لگ جاتے، پھر سلام کرنے والا سلام میں اضافہ کرتے تو امام محمدؒ دعا میں بھی زیادتی کر جاتے۔[viii]

6۔ابو الحازم عبد الرحمٰن قاضی فرماتے ہیں کہ جب رشید نے محمد بن الحسن شیبانیؒ اور امام کسائیؒ کو "رے" میں دفن کیا تو ان اشعار کو فرمانے لگے:

أَسِفْتُ عَلَى قَاضِي الْقُضَاةِ مُحَمَّدٍ فَأَذْرَيْتُ دَمْعِي وَالْفُؤَادُ عَمِيدُ
وَأَقْلَقَنِي مَوْتُ الْكِسَائِيِّ بَعْدَهُ وَكَادَتْ بِي الأَرْضُ الْفَضَاءُ تَمِيدُ
هُمَا عَالِمَانِ أَوْدَيَا فَتُخِرِّمَا
فَمَا لَهُمْ فِي الْعَالَمِينَ نَدِيدُ

علامہ سیرافی فرماتے ہیں کہ یہ اشعار یحی الیزیدی کے ہیں اور اس کے اول میں ذیل اشعار بھی درج ہیں:

تَصَرَّمَتِ الدُّنْيَا فَلَيْسَ خُلُودُ وَمَا قَدْ تَرَى مِنْ بَهْجَةٍ سَتَبِيدُ

لِكُلِّ امْرِئٍ كَأْسٌ مِنَ الْمَوْتِ مُتْرَعٌ وَمَا إِنَّ لَنَا إِلا عَلَيْهِ وُرُودُ
أَلَمْ تَرَ شَيْبًا شَامِلًا يُنْذِرُ الْبِلَى وَأَنَّ الشَّبَابَ الْغَضَّ لَيْسَ يَعُودُ
سَيَأْتِيكَ مَا أَفْنَى الْقُرُونَ الَّتِي خَلَتْ فَكُنْ مُسْتَعِدًّا فَالْفَنَاءُ عَتِيدُ[ix]

امام محمدؒ کے تصانیف

امام محمدؒ کے کل تصنیفات تو ہزار کے قریب ہیں، لیکن یہاں پر میں ان تصنیفات کا تذکرہ کروں گا جو زیادہ مشہور ہیں اور فقہ اسلامی سے متعلق ہیں۔ استنادی اعتبار سے امام محمدؒ کے تمام فقہی کتب ایک جیسی نہیں ہیں بلکہ علماء نے انہیں دو اقسام میں تقسیم کئے ہیں۔ 1۔ کتب ظاہر الروایۃ 2۔ کتب غیر ظاہر الروایۃ

1۔ کتب ظاہر الروایۃ: ظاہر الروایت سے مراد امام محمدؒ کی وہ کتب ہیں جو امام محمدؒ سے بہ روایت ثقات و بہ روایت متواتر مروی ہیں۔ انہیں اصول بھی کہاجاتا ہے۔ اور یہ چھ کتب ہیں۔

1۔ جامع الصغیر 2۔ جامع الکبیر 3۔ سیر الصغیر 4۔ سیر الکبیر 5۔ مبسوط 6۔ زیادات

ان چھ کتب کے علاوہ کچھ دیگر کتابیں بھی امام محمدؒ کی ایسی ہیں جنہیں کتب ظاہر الروایت کی طرح استنادی حیثیت حاصل ہے مثلاً کتاب الآثار اور کتاب الرد علیٰ اهل المدینۃ۔

2۔ غیر ظاہر الروایت: کتب غیر ظاہر الروایت سے مراد وہ کتب ہیں جو امام محمدؒ سے بہ روایت ثقات اور بطریق متواتر مروی نہیں ہیں، انہیں نوادر بھی کہاجاتا ہیں۔ ان کتب کا درجہ قسم اول کے کتب سے کم ہے۔ وہ یہ ہیں۔

1۔ کیسانیات 2۔ ہارونیات 3۔ جرجانیات 4۔ الرقیات 5۔ زیادۃ الزیادات[x]

فقہ حنفی کا اعتماد اور بنیاد چونکہ امام محمدؒ کے تصنیفات پر قائم ہیں اس لئے ضروری ہیں کہ ان کے کتب کا مختصر سا تعارف پیش کیا جائے، پہلے ان کتب کا تعارف کیا جائے گا جو ظاہر الروایت ہیں، انہیں اصول بھی کہا جاتا ہیں، تعارف پیش خدمت ہیں۔

کتب ظاہر الروایت:

1۔ الجامع الصغیر: امام محمدؒ کا وہ کتاب ہے جس کے تمام مسائل آپؒ نے امام ابو یوسفؒ سے اخذ کئے ہیں اور کسی دوسرے استاذ سے اخذ شدہ مسائل کا اس میں ذکر نہیں کیا ہے اسی وجہ سے امام محمدؒ نے اس کتاب کے ہر باب کا آغاز ان الفاظ سے کیا ہے " محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ "

مذکورہ کتاب عیسیٰ بن ابان اور محمد بن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے، امام سرخسیؒ کے نزدیک اس کتاب کی ترتیب اور تبویب امام محمدؒ نے خود نہیں فرمائی بلکہ بعد میں ابو طاہر دباسؒ نے طلبہ کی سہولت اور آسانی کی خاطر اس کی ترتیب و تبویب کا کام انجام دیا، اور پھر ان کے شاگرد خاص " فقیہ ابن عبد اللہ بن محمود " نے ان کے گھر ہی میں بیٹھ کر اسے لکھا۔ اس کتاب میں امام محمدؒ نے فقہ کے چالیس کتابوں کو سمو دیا ہے۔

2۔ الجامع الکبیر: اس کتاب کے مندرجات بالاتفاق امام محمدؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت نہیں کی اگرچہ امام ابو یوسفؒ اس سے ناآشنا نہیں تھے ۔ امام محمدؒ خود بیان فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں ذکر کردہ بہت سے مسائل میں نے امام ابو یوسفؒ سے اخذ کئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں وہ مسائل بھی ہیں جو امام محمدؒ نے ذاتی طور پر انہیں مستنبط کئے، یا علماء کی ڈائریوں سے لئے یا وہ نظریات جو دیگر فقہائے عراق سے حاصل کئے ہیں۔

اس کتاب کو آپؒ نے دو مرتبہ تالیف کی۔ پہلی تالیف کے روات ابو حفص کبیر، ابو سلیمان جوزجانی، ہشام بن عبید اللہ رازی، محمد بن سماعہ اور کچھ دیگر راوی ہیں۔ دوسری مرتبہ تالیف کرتے ہوئے آپؒ نے اس میں کثیر مقدار میں مسائل اور ابواب کا اضافہ کر دیا اور بہت سے مواضع کی عبارتیں ختم کر دیں اور پہلی تالیف کی نسبت الفاظ اور کثرت معانی کے اعتبار اسے شاندار بنا دیا۔[xi]

3۔السیر الصغیر: سیر سے مراد وہ کتابیں ہیں جن میں جہاد کے احکام، احکام صلح و نقض مصالحہ، امان کے احکام، غنائم کے احکام، غلامی اور فدیہ کے مسائل، دوران جنگ پیش آنے والے مسائل اور ان کے نتائج کا بیان ہو۔

علامہ ابن نجیمؒ البحر الرائق شرح کنزالدقائق میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام محمدؒ کی جو کتابیں "صغیر" نام سے موسوم ہیں ان سے مراد وہ کتب ہیں جو امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے متفق علیہ مسائل پر مشتمل ہیں۔اسی طرح امام محمدؒ کی جو کتابیں کبیر نام سے موسوم ہیں یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں امام محمدؒ نے امام ابویوسفؒ کے سامنے پیش نہیں کئے اور ان کو نہیں سنائیں۔ مثلاً االمضاربۃ الکبیر، المزارعۃ الکبیر، الجامع الکبیر وغیرہ۔[xii]

مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں السیر الصغیر سے مراد امام محمدؒ کی وہ کتاب ہے جس میں امام محمدؒ نے جہاد کے احکام اور متعلقہ مسائل بہ روایت امام ابو یوسفؒ نقل کرکے تحریر کی ہیں۔

4۔السیر الکبیر: سیر کبیر سے مراد امام محمدؒ کی وہ تالیف ہے جس میں امام محمدؒ نے جہاد کے وہ احکام مسائل نقل کئے ہیں جو امام ابویوسفؒ کے علاوہ دیگر اساتذہ و شیوخ سے نقل کئے ہیں۔

سیر کبیر کی تصنیف و تالیف سے متعلق امام سرخسیؒ سے نقل کرتے ہوئے علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں کہ فقہ حنفی میں امام محمدؒ کی آخری تالیف "السیر الکبیر" ہے۔اس کتاب کے روایت کرنے والے امام محمدؒ کے دو شاگرد "ابو سلیمان جوزجانی اور اسماعیل بن ثوابہ" ہیں۔اس کتاب کی وجہ تالیف امام اوزاعیؒ کا یہ قول تھا کہ "عراقی لوگ مسائل جہاد میں تصنیف نہیں کرسکتے"۔[xiii]

5۔کتاب المبسوط: امام محمدؒ کی کتب میں حجم کے لحاظ سے سب سے بڑی کتاب" المبسوط" ہے، جو کہ" اصل" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔اس کتاب کو روایت کرنے والا آپؒ کا تلمیذ احمد بن حفص ہے۔اس کتاب میں امام محمدؒ نے مسائل سے متعلق امام ابو حنیفہؒ کے فتاوٰی جمع کئے ہیں اختلافی مسئلہ میں امام محمدؒ اور امام ابویوسفؒ کے آراء کا ذکر ہیں۔کتاب میں جس مسئلہ میں اختلاف مذکور نہ ہو وہ متفق علیہ مسئلہ ہوگی۔امام محمدؒ صحیح آثار سے ہر باب کی ابتدا کرتے ہیں، اس کے علاوہ سوالات اور ان کے جوابات ذکر کرتے ہیں۔ابن ابی لیلیٰ سے مختلف فیہ مسائل میں اختلاف کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

6۔کتاب الزیادات: کتب ظاہر الروایت میں سے چھٹی کتاب ہے۔ بعض علماء کے ہاں یہ کتاب نوادرات میں شامل ہے لیکن یہ بات اصح نہیں ہے۔اس کتاب میں امام محمدؒ نے ان مسائل کا ذکر کیا ہیں جو دیگر سابقہ کتب میں ان کا ذکر رہ گیا ہوں۔

کتب غیر ظاہر الروایت:

کتب غیر ظاہر الروایت کو نوادر بھی کہا جاتا ہیں جن کا مختصر تعارف حسب ذیل ہیں۔

1۔کیسانیات: کیسانیات سے مراد وہ مسائل ہیں جو شعیب بن سلیمان کیسانیؒ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہیں، انہی کو آمالی بھی کہا جاتا ہے، ان میں سے کچھ حصہ حیدرآباد کے مکتبہ آصفیہ میں دستیاب ہیں۔

2۔الہارونیات: یہ وہ مسائل ہیں جنہیں امام محمدؒ نے اس آدمی کے لئے جمع کئے تھے جس کا نام ہارون تھا۔

3۔الجرجانیات: یہ وہ مسائل ہیں جن کو امام محمدؒ نے جرجان میں جمع کئے تھے، اور پھر ان مسائل کو علی بن صالح جرجانی نے نقل کئے۔

4۔الرقیات: یہ وہ مسائل ہیں جن کو محمد بن الحسنؒ نے اسی وقت فرع کئے جب وہ رقہ میں قاضی تھے، ان مسائل کو آپؒ سے ابن سماعہ نے روایت کئے۔

علاوہ ازیں محمد بن سماعہ اور معلی بن منصور وغیرہ کے مرویات کو بھی نوادر میں سے شمار کیا جاتا ہے۔

جب کسی مسئلہ میں کتب اصول اور کتب نوادر کے مابین تعارض آجائے تو نوادر کے مقابلہ میں کتب اصول کے روایت پر عمل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ زیادہ معتبر اور سنداً زیادہ قوی ہیں۔

امام محمدؒ کا فقہی مقام و مرتبہ

امام محمدؒ وہ واحد شخصیت ہے جس نے نہ صرف اسلامی فقہ کو مدون کیا بلکہ فقہ اسلامی پر بیش بہا سرمایا بھی چھوڑا۔ آپؒ کے تصنیفات زیادہ ہونے کے ساتھ فقہ اور قانون کے تقریباً تمام پہلوؤں کے جامع ہیں۔

فقہ حنفی میں آپؒ کو دوسرے بازو کی حیثیت حاصل ہے تفریع[xiv] اور تولید مسائل میں کمال درجے کو پہنچے ہوئے تھے، استنباط و استخراج کا کمال درجہ حاصل تھا۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آپؒ نے ایک ہی رات میں قرآن پاک سے ایک ہزار مسائل کا استنباط کیا۔ کل مسائل جو امام محمدؒ نے قرآن و سنت سے مستنبط کئے ہیں ان کی تعداد تقریباً دس لاکھ ستر ہزار ایک سو (1070100) تک ہیں۔[xv]

امام محمدؒ کی اجتہادی حیثت:

اجتہادی حیثیت سے امام محمدؒ مجتہد مطلق منتسب[xvi] کے درجے کو پہنچے ہوئے تھے، مسائل کے استنباط و استخراج کے لئے آپؒ کے اپنے اصول وضوابط تھے جس کی بنیاد پر وہ مسائل کا استنباط کیا کرتے تھے ذیل میں ان اصول وضوابط کا ذکر کیا جاتا ہیں۔

امام محمدؒ کے فقہی اصول: امام محمدؒ کے مقرر کردہ فقہی اصول یہ ہیں۔ 1۔ کتاب اللہ 2۔ سنت رسول اللہ ﷺ 3۔ قول صحابی
4۔ اجماع 5۔ قیاس اور استحسان 6۔ عرف 7۔ استصحاب 8۔ سد الزرائع 9۔ شرائع من قبلنا

ذیل میں ان تمام اصولوں پر قدر تفصیل سے بات ہوگی جس سے ان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

1۔ اصل اول (کتاب اللہ): اس اصل سے متعلق امام محمدؒ کے کچھ مسائل اور قضایا ہیں جن میں آپؒ کی رائے دیگر ائمہ سے الگ ہیں بیان کئے جائیں گے۔

1۔ اعجاز القرآن: مبسوط میں امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ دونوں کا قول مذکور ہے کہ قرآن معجز ہے اور اعجاز نظم اور معنی کے مجموعے میں ہے لہٰذا جب دونوں (نظم و معنی) کی ادائیگی پر قدرت حاصل ہو تو واجب کسی صورت میں ان کے بغیر ادا نہیں ہو گا، اگر کوئی نظم (اصل قرآنی عبارت) کو ادا کرنے سے عاجز ہو تو جس چیز پر اسے قدرت ہو اسے ادا کرے، جیسا کہ رکوع و سجود سے عاجز شخص اشارے کے ذریعے سے نماز ادا کر سکتا ہے۔

اسی بنا پر امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ جو شخص عربی الفاظ ادا کرنے سے قاصر ہو اس کے لئے غیر عربی الفاظ سے نماز میں قراءت کرنا جائز ہے، اور یہی رائے امام ابو یوسفؒ کی بھی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ فارسی زبان میں قراءت کرنے کے جواز کے قائل ہیں خواہ نمازی عربی الفاظ ادا کرنے پر قادر ہی ہو۔ لیکن ایک روایت میں ہے کہ آپؒ نے بعد میں اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔ اگرچہ کتب ظاہر الروایت میں اس بات کا ذکر نہیں ہے۔[xvii]

نیز امام محمدؒ سے باوجود اس کے کہ آپؒ کے ہاں اعجاز القرآن لفظ اور معنی دونوں کا مجموعہ ہے یہ بھی مروی ہے کہ ایک آیت سے کم غیر معجز ہے۔ اسی طرح ایک چوٹی آیت بھی غیر معجز ہے، چنانچہ ایک چھوٹی صورت سے کم، یا ایک بڑی آیت سے کم قراءت سے نماز نہیں ہوتی۔ معجز کم از کم ایک سورت ہوتی ہے اور مختصر ترین صورت سورۃ الکوثر تین آیات پر مشتمل ہے، یہی رائے امام ابو یوسفؒ کی بھی ہے البتہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قراءت کی فرضیت ادا ہو جاتی ہے البتہ وہ بھی اتنی مقدار میں قراءت کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

2۔ سنت رسول: استنباط احکام کے لئے دیگر فقہائے کرام کی طرح امام محمدؒ کے ہاں بھی کتاب اللہ کے بعد دوسرا اصل سنت رسول ہے۔ تمام فقہاء کے لئے اس کی دلیل حضرت معاذ ابن جبلؓ کی حدیث ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے ان کو یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہا تھا اور اس دوران نبی ﷺ نے ان سے جو بات چیت کی۔ ان بات چیت میں دوسرے نمبر پر سنت رسول ﷺ کا ذکر ہے۔[xviii]

سنت رسول سے مراد نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات ہیں۔ قرآن کی تشریح و توضیح، مجمل کی تفصیل، مطلق کی تقید، عام کی تخصیص سنت رسول کی بدولت ہوتی ہے اس کے علاوہ قرآن کے مقاصد کو واضح اور قرآن کے اصول و قواعد منطبق کرنے میں مدد دیتی ہے۔ سنت رسول ﷺ جب قواعد اور اصول حدیث پر پورا ہو تو بالاتفاق حجت اور دلیل ہے۔[xix]

احادیث متعارضہ کے بارے میں امام محمدؒ کا موقف:

ایک مسئلہ میں امام محمدؒ دو متعارض احادیث میں احتیاط سے کام لیتے ہوئے، ان میں ترجیح کا پہلو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ترجیح کے لئے دو صورتیں بیان کرتی ہیں۔ 1۔ کثرت رواۃ 2۔ صحت میں زیادہ مشہور اور روایت میں زیادہ ثقہ۔

اسی وجہ سے امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب دو متعارض حدیثیں جمع ہو جائیں تو دونوں میں سے جو حق پر مبنی ہونے کے لحاظ سے زیادہ مشہور ہو، اسے اختیار کیا جائے اور دوسرے کو ترک کیا جائے۔ ان کے برخلاف شیخینؒ فرماتے ہیں کہ کثرت عدد حجت میں قوت کا باعث نہیں ہے۔[xx]

3۔ قول صحابی:

امام محمدؒ کے ہاں استنباط مسائل کے لئے تیسرا اہم اصل "صحابیؓ کا قول" ہے قول صحابیؓ احنافؒ کے نزدیک درجہ میں سنت سے تو کم ہے لیکن قیاس سے درجہ میں زیادہ ہے۔ نصوص سے ثابت ہوتا ہے کہ امام محمدؒ صحابہ کرامؓ کے اقوال سے باہر نہیں جاتے تھے۔ اور ان پر سختی سے عمل کرتے تھے، اس لئے کہ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرات صحابہؓ دوسرے لوگوں کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ جاننے والے تھے ان کی فقہ ہی فقہ اول ہے اور اس بات کی مستحق ہے کہ اسے قابل حجت مانا جائے۔ لہذا امام محمدؒ کے نزدیک جب ایک مسئلہ میں صحابہؓ کے اقوال متعدد نہ ہو تو ان سے منقول قول ہی قابل عمل ہے۔[xxi]

4۔ اجماع: اجماع بھی امام محمدؒ کے اصول میں سے ایک اصل ہے، اجماع صحابہ و تابعین کی قبولیت کے بارے میں آپؒ سے جو کچھ منقول ہے، اور جن بعض مسائل میں آپؒ نے اجماع کا ذکر کیا ہے، وہ اس بات کا احتمال رکھتے ہیں کہ آپؒ نے اجماع صحابہ و تابعین کے علاوہ دیگر لوگوں کا اجماع بھی قبول کیا ہے، جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام محمدؒ کے ذہن میں اجماع کا تصور کسی خاص زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ حضرات شیخینؒ کے نزدیک صرف صحابہؓ کا اجماع معتبر ہے، ان کے علاوہ کا اجماع معتبر نہیں۔ امام محمدؒ جن مسائل میں اجماع کو اختیار کرتے ہیں تو وہاں یہ صراحت نہیں کرتے کہ یہ اجماع صحابہ ہے یا اجماع تابعین ہے یا بعد کے لوگوں کا ہے بلکہ اتنا کہنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ لوگوں کا اس پر اجماع ہے یا مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے یا یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ مسلمانوں کے درمیان متفق علیہ ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کسی ذمی نے دوران عدت میں کسی ذمیہ سے نکاح کیا تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق نکاح جائز ہے جبکہ امام محمدؒ سے منقول ہے کہ ان کے درمیان تفریق کرادی جائے گی، کیونکہ عدت کے دوران نکاح کے باطل ہونے پر مسلمانوں کا اجماع ہے، لہذا ذمیوں کے بارے میں بھی باطل ہوگا۔[xxii]

5۔ قیاس: امام محمدؒ کے فقہی اصول میں سے ایک اصل قیاس ہے، قیاس سے مراد ایک چیز کو جس کا حکم قرآن و سنت سے معلوم نہیں ہے کسی دوسری ایسی چیز کے ساتھ رکھ کر اس کا حکم معلوم کرنا جس کے بارے میں قرآن و سنت میں حکم معلوم ہو۔ جب دونوں کے درمیان علت مشترک ہو۔[xxiii]

امام محمدؒ قیاس کا استعمال بکثرت کرتے ہیں، قیاس کے بارے میں آپؒ کی رائے یہ ہے کہ مناسب یہ ہے کہ جس مسئلے کے بارے میں کوئی حدیث موجود نہ ہو، علت کے اشتراک پر اسے اس ملتے جلتے مسئلے پر قیاس کیا جائے جس کے بارے میں حدیث موجود ہو۔

امام محمدؒ سے منقول ہے کہ قیاس کرتے وقت چند اصول وضوابط کو ملحوظ نظر رکھنا چاہئے۔ جن کا ذکر حسب ذیل ہے۔

1۔ حدیث، قول صحابی اور اجماع کی موجودگی میں قیاس کی گنجائش نہیں ہے۔

2۔ اصل کا حکم کسی دوسری نص کی وجہ سے اس کے ساتھ مخصوص نہ ہو کیونکہ نص کی تعلیل ہی تو حکم کو متعدی کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

3۔ اصل کا حکم جس کی وجہ سے قیاس ہٹا ہو، یعنی یہ حکم اس نص کی وجہ سے مخصوص ہو، جس کے ذریعے وہ ثابت ہوا ہے اور اس علت کے تابع نہ ہو جس کے ذریعہ فرع میں حکم ثابت ہوتا ہے۔

4۔ نص سے ثابت حکم شرعی کی تعلیل بعینہ نص سے نہ ہو تاکہ اس سے مشابہ فرع پر اس کو لاگو کیا جاسکے جس کے بارے میں نص نہیں ہے۔

5۔ قیاس مصلحت سے متعارض نہ ہو، اگر قیاس مصلحت سے متعارض ہو تو اس صورت میں امام محمدؒ قیاس کو ترک کرکے استحسان کو اختیار کرتے ہیں۔ ایسے فروعی مسائل کی تعداد بہت زیادہ ہیں جن میں امام محمدؒ نے قیاس کو چھوڑ کر استحسان کو اختیار کیا ہے۔

6۔ استحسان:

امام محمدؒ کے اصول میں سے ایک اصل استحسان بھی ہے استحسان کی تعریف، اصول میں امام سرخسیؒ نے کچھ اس طرح کی ہے "قیاس کو چھوڑ کر ایک ایسے حکم کو اختیار کرنا جس پر عمل کرنے میں لوگوں کے لئے آسانی ہو استحسان کہلاتا ہے"۔[xxiv] قرآنی تعلیمات میں بھی یہی تعلیم ہے اور یہی دین کی بنیاد بھی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے" (يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ[xxv])ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا سلوک کرنا چاہتا ہے، وہ تمہارے ساتھ تنگی نہیں کرنا چاہتا۔ اسی نبی ﷺ کا فرمان بھی ہے" ان خیر دینکم أیسرہ[xxvi]"

ترجمہ: تمہارے دین کا سب سے بہتر پہلو آسانی ہے۔

امام محمدؒ کا استحسان کے بارے میں طریقہ یہ ہے کہ آپؒ نے جن فروعی مسائل میں استحسان کو اختیار کیا ہے، انہیں دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1۔ ایک قسم وہ ہے جس میں حدیث صحیح یا اقوال وافعال صحابہؓ کی وجہ سے قیاس کو چوڑ کر استحسان کو اختیار کیا ہے۔

2۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں قیاس کو ترک کرکے عرف ورواج، مصلحت، یا احتیاط و آسانی وغیرہ کے پیش نظر استحسان کو اختیار کیا ہے۔ اس کا انحصار ہر فقیہ کے ذاتی میلان طبع پر ہوتا ہے کہ جس چیز کو وہ لوگوں کے لئے زیادہ آسانی کا باعث، نیز مقاصد تشریع اور اس کی اساسات سے زیادہ موافق سمجھتا ہے اسے اختیار کرلیتا ہے۔ استحسان کی اس قسم میں فقہائے احناف کا آپس میں بہت اختلاف ہے، ایسی فروع کے بارے میں ان میں سے ہر ایک کا نظریہ دوسرے سے مختلف ہے جن کے بارے میں سنت رسول ﷺ اور اقوال و افعال صحابہؓ موجود نہ ہو اور جن میں اجتہاد و اختلاف کی گنجائش زیادہ ہوتی ہے۔

امام محمدؒ کے ہاں استحسان قیاس خفی ہے جو ایسے مسائل و مطالب کو ثابت کرتا ہے جنہیں قیاس جلی ثابت نہیں کرسکتا۔ اور یہ کہ استحسان اختیار کرنے سے ایک فقیہ آزادی بحث تحقیق سے بحرہ مند ہوتا ہے اور تحقیق مصالح اور لوگوں سے رفع حرج کی صورت میں اپنے اجتہاد کی روشنی میں اپنے مطلوب کو پالیتا ہے۔ امام محمدؒ جہاں تک ممکن ہو استحسان کے ذریعے لوگوں کے معاملات کی تصحیح کی کوشش کرتے ہیں۔ بشرطیکہ مقابلے میں کوئی نص نہ ہو۔

6۔ عرف:

امام محمدؒ کے اصول استنباط میں سے ایک اصل عرف بھی ہے، شیخینؒ کی نسبت امام محمدؒ عرف کو زیادہ استعمال کرتے ہیں، ان کے نزدیک عرف ان تمام چیزوں کو مشتمل ہے جنہیں لوگ اپنے معاملات میں اختیار کرتے ہیں، اور ان کے معاملات ان پر قائم ہوتے ہیں، نیز اس میں وہ الفاظ بھی شامل ہیں جن کے معانی و مفاہیم ان میں متعارف ہوں، خواہ ان کا لغوی معنی عامۃ الناس کی اصطلاحات سے مختلف ہو۔

امام محمدؒ کی کتب کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپؒ نے عرف کو بہت زیادہ اہمیت دی ہوئی ہے۔ امام محمدؒ کی رائے ہے کہ جو چیز لوگوں کے عرف میں شامل ہے وہ ایسے ہیں جیسے شرعی طور پر مشروط ہو، اسی لئے لوگوں کے معاملات جب تک اپنے اپنے عرف کے مطابق طے پارہے ہوں، تب تک ان کے بارے میں فاسد ہونے کا حکم نہیں لگاتے، بشرطیکہ وہ کسی نص سے متعارض نہ ہوں۔

7۔ استصحاب:

امام محمدؒ کے اصول میں سے ایک اصل "استصحاب" ہے، استصحاب کا لفظی معنی صحبت طلب کرنے، یا صحبت کے باقی رہنے کے ہیں۔ اصطلاح میں استصحاب سے مراد یہ ہے کہ کوئی حکم جیسا تھا اسے ویسا ہی سمجھا جائے، تا آنکہ ان میں تبدیلی کی دلیل مل نہ جائے، چنانچہ اگر کوئی چیز مباح تھی تو وہ مباح ہی رہے گی، اگر حرام تھی تو وہ حرام ہی رہے گی، یہاں تک کہ اس کی حرام یا مباح ہونے کی دلیل وجود میں نہ آئے۔[xxvii]

امام سرخسیؒ نے بھی امام محمدؒ کی رائے کو نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ" الاصل فی الاشیاء الاباحۃ " یعنی اشیاء میں اصل اباحت ہے" اور اباحت تب تک باقی رہتی ہے جب تک شریعت کی طرف سے حرمت کی دلیل نہ آئے۔[xxviii]

استصحاب، اثبات و دفع دونوں کے لئے حجت ہے یا صرف دفع کے لئے؟ تو امام محمدؒ نے جن مسائل میں استصحاب کو اختیار کیا ہے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے صرف دفع کے لئے حجت سمجھتے ہیں، یعنی اس کے ساتھ کوئی نئے حقوق پیدا نہیں ہوتے بلکہ پہلے سے ثابت شدہ حقوق بر قرار رہتے ہیں۔

7۔ سد الذرائع:

امام محمدؒ کے اصول میں سے ایک اصل " سد الذرائع " ہے، امام محمدؒ سے منقول کچھ مسائل ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سد الزرائع کو بنا پر احتیاط ی بنابر زہد و تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ نشہ آور اشیاء اور سود کے اسباب و محرکات کے بارے میں امام محمدؒ کی رائے یہ ہے کہ جو چیزیں نشہ آور ہیں ان کی زیادہ مقدار بھی حرام ہے اور کم مقدار بھی حرام ہے، جس طرح ربا (سود) حرام ہے اسی ہی طرح ربا کے اسباب و محرکات بھی حرام ہے، گناہ کے ارادہ سے چلنا بھی گناہ ہے۔ اسی طرح جب امام محمدؒ نے دوران حج لوگوں کو دیکھا کہ بہت زیادہ خوشبو لگاتے ہیں اور اس کے ساتھ کچھ قبیح حرکات بھی کرتے ہیں تو آپؒ نے اسے ناپسندیدہ اور امر قبیح قرار دیا حالانکہ اس سے پہلے وہ دوران حج خوشبو میں محض سد ذریعہ کی وجہ سے کوئی حرج نہ سمجھتے تھے۔[xxix]

8۔ شرائع من قبلنا:

امام محمدؒ کے اصول استنباط میں ایک اصل ما قبل شریعتیں بھی ہیں، اگرچہ یہ دیگر اصول کی طرح ایک مستقل اصل نہیں ہے اس لئے کہ پہلے شریعتوں کے احکام کو چند محدود مسائل کے بارے میں اختیار کیا جاتا ہے لہٰذا ان شرائع کو اسلامی قانون سازی کے ایک مستقل مصدر و مأخذ ہونے کا درجہ حاصل نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ ما قبل شریعتوں میں سے حضرات احنافؒ صرف اسی حصے کو قبول کرتے ہیں جو کتاب اللہ سے ثابت ہو یا نبی کریم ﷺ کی حدیث سے ثابت ہو اور یہ حکم منسوخ نہ ہو۔ اس کے علاوہ جو حکم ان کے کتب سے معلوم ہوا ہو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ بات دلیل قطعی سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی کتب میں تحریفات کئے ہیں لہٰذا گمان یہ کیا جاسکتا ہے کہ شاید یہ بات ان کے تحریفات میں سے ہو۔ اس بات پر دلیل امام محمدؒ کا عمل ہے کہ آپؒ نے کتاب الشرب میں معاہدے کے ذریعے پانی کی تقسیم کے جواز پر اللہ تعالی کے ارشاد سے

استدلال کیاہے ارشاد باری تعالی ہے(قَالَ هَذِهِ نَاقَةٌ لَهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَعْلُومٍ([xxx]ترجمہ:یعنی یہ ایک اونٹنی ہے پانی پینے کی ایک باری اس کے لئے ہے اور ایک متعین دن تمہارے پینے کے لئے ہے در اصل ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کے بارے میں خبر دی ہے۔ یہ معلوم ہے کہ امام موصوف نے یہ استدلال ہماری شریعت میں اس حکم کے باقی رہنے کے اعتقاد کے بعد ہی کیا ہے۔[xxxi]

امام محمدؒ کے فقہی اصطلاحات

امام محمدؒ کی کتب میں جو فقہی اصطلاحات استعمال ہوئے ان فقہی اصطلاحات کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

1۔ الحلال والحرام: حلال اور حرام کا اصطلاح بھی امام محمدؒ دیگر فقہائے کرام کی طرح ہر اس چیز کے لئے استعمال کرتے ہیں جن کی تحلیل و تحریم نصوص اور ادلہ قطعیہ دلالت کرتی ہیں۔

2۔ مکروہ : جس چیز کے بارے میں امام محمدؒ کو دلیل قطعی نہ ملے اس کے لئے آپؒ حرام کا لفظ استعمال نہیں کرتے۔ جس چیز کو آپؒ حرام کے قریب سمجھے اس پر مکروہ کا اطلاق کرتے ہیں۔ اس کی مثال ایک فقہی مسئلہ میں یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر ایک عورت نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرلی، پھر شوہر نے حاکم وقت یا ولی کی عقد نکاح کی اجازت سے پہلے اسے تین طلاقیں دے دیں تو امام محمدؒ کے نزدیک اس کا نکاح قابل رد ہے یعنی نکاح منعقد ہی نہیں ہو گا۔ اس کے برعکس حضرات شیخینؒ کا مسلک یہ ہے کہ اسے تین طلاقیں پڑ جائیں گی اور وہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرنے سے پہلے اپنے اس شوہر کے لئے حلال نہیں رہے گی۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرنے سے پہلے اس شوہر کے لئے دوبارہ اس سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ اس لئے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کے جواز کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے اور احادیث میں بھی اس کے بارے میں صراحت نہیں ہے۔[xxxii]

3۔ یجوز ، لایجوز: یہ دونوں الفاظ امام محمدؒ اباحت اور عدم اباحت کے لئے یا صحیح اور غیر صحیح کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

4۔ لا احب: یہ جملہ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں افعال و اقوال سے کسی مسلمان کا دور رہنا ضروری ہے اگرچہ بظاہر اس میں گناہ کا پہلو نہ بھی ہو۔

5۔ لابأس بہ : یہ الفاظ امام محمدؒ اس جائز اور مقبول کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جس میں نہ حرمت ہو اور نہ استحباب ہی ہو۔316

6۔ لا یعجبنا : امام محمدؒ یہ لفظ مکروہ کے معنی میں استعمال کرتے ہیں یا جسے آپ حرام یا حرام ہونے کے قریب سمجھتے ہوں۔

7۔ ینبغی ، کذا ، لا ینبغی کے الفاظ سے ان کی مراد انتہائی عام ہے جو واجب، سنت مؤکدہ کو شامل ہوتی ہیں۔

8۔ مستحب ، حسن: مستحب کا لفظ مندوب کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، جبکہ حسن کا لفظ کبھی لا بأس کے معنی میں اور کبھی مستحب کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔

9۔ الاخذ بالثقۃ یا الاوثق : ان الفاظ سے مراد اس شخص کا مرتبہ و مقام ہوتا ہے جس سے امام محمدؒ روایت کرتے ہیں، نیز وہ ان کے نزدیک دوسروں کے مقابلے میں قابل ترجیح ہے۔ اسی طرح ان الفاظ سے مراد ایسی حالت بھی ہوتی ہے جس سے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے یا جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو۔

نتائج(Results):

1. امام محمد بن حسن شیبانیؒ فقہ حنفی کے مؤسسین میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں، جنہوں نے فقہی اصولوں کو علمی انداز میں مدون اور مرتب کیا، اور امام ابو حنیفہؒ کے افکار کو محفوظ کیا۔

2. آپ کی علمی کاوشوں نے فقہ اسلامی کو بین الاقوامی سطح پر ایک مضبوط قانونی حیثیت عطا کی، بالخصوص سیر و جہاد سے متعلق آپ کی تصانیف نے اسلامی بین الاقوامی قانون کی بنیاد رکھی۔

3. ان کی فقہی خدمات کا اثر نہ صرف احناف بلکہ دیگر مکاتبِ فکر (خصوصاً شوافع) پر بھی پڑا، امام شافعیؒ جیسے ائمہ نے بھی آپ سے علمی استفادہ کیا۔

4. ان کی تصانیف کو بعد کے فقہاء، محدثین اور قانون دانوں نے اپنے علمی و فقہی استدلال میں بنیاد بنایا، جس سے ان کے علمی مقام کی ہمہ گیری واضح ہوتی ہے۔

5۔ امام محمدؒ کی کتب مذہب حنفی کی بنیاد اور اساس ہے، البتہ ثقاہت کے اعتبار سے آپؒ کے تمام کتب یکساں نہیں ہیں۔

6۔ امام محمدؒ کے فقہی اصول مجموعی طور پر عام فقہاء کے اصولوں کے ساتھ متفق ہیں البتہ بعض فقہاء کے اصولوں سے جزوی اختلاف ہیں۔ لیکن ان کا دارومدار بھی انہی اصولوں پر ہے۔

7۔ امام محمدؒ اپنی فقہ میں احتیاط، آسانی علمیت، اعتدال کا لحاظ رکھتے ہیں اور عموماً بغیر کسی تأویل کے لفظ کا ظاہری مفہوم لینے کی طرف مائل ہیں۔

8۔ امام محمدؒ اور شیخینؒ، نیز امام محمدؒ اور امام مالکؒ و امام شافعیؒ کے درمیان اختلاف سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امام محمدؒ فقیہ مجتہد ہیں، اور یہ کہ ان کے درمیان اختلاف کوئی اصولوں کا اختلاف نہیں ہے بلکہ اختلاف کا سبب فہم میں تفاوت، رائے اور قیاس کی اہلیت میں فرق اور عرف ورواج اور معاشروں کا باہم مختلف ہونا ہے۔

حوالہ جات

---

i۔ شمس الدین ذہبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان (748ھ)، مناقب الامام ابو حنیفہ وصاحبیہ، ہندوستان، دکن، حیدر آباد، لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ، 1408ھ، ص:79 / سیر اعلام النبلاء، ج7، ص:555

ii۔ الشیبانی، ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن فرقد (189ھ)، مقدمۃ الاصل، (تحقیق دراسۃ: الدکتور محمد بوینوکالن)، لبنان، بیروت، دار الحزم، 1433ھ / 2012ء، ص:14

iii۔ الحلبی، الحاجۃ نجاح، فقہ العبادات علی المذھب الحنفی، ج1، ص:11

iv۔ ذہبی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز (748ھ) سیر اعلام النبلاء، قاہرہ، دار الحدیث، 1427ھ / 2006ء، ج7، ص: 155، 156

v۔ الکوثری، محمد زاہد بن حسن، بلوغ الامانی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی مکتبہ ازہریہ للتراث، 1418ھ / 1998ء، ص:9

vi۔ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی بن مھدی (463ھ) تاریخ بغداد، بیروت، دار الغرب الاسلامی، 1422ھ / 2002ء، ج2، ص:169

vii۔ شمس الدین ذہبی، مناقب امام ابو حنیفۃ واصحابہ، ص:80

viii۔ شمس الدین ذہبی، مناقب امام ابو حنیفۃ وصاحبیہ، ص:82

ix۔ ذہبی، مناقب امام ابی حنیفۃؒ وصاحبیہ، ص:96، 95

x۔ سکروڈھوی، جمیل احمد، اشرف الہدایہ، ج1، ص:77، 76

xi۔ سکروڈھوی، اشرف الہدایہ، ج1، ص:77

[xii]۔ سکروڈھوی، اشرف الہدایہ، ج1، ص:77

[xiii]۔ سکروڈھوی، اشرف الہدایہ، ج1،78۔

[xiv]۔ تفریع سے مراد مستنبط مسائل میں مشترک علت تلاش کر کے اس کی روشنی میں دوسرے مسائل پیدا کرنا۔ المجددی، محمد عمیم الاحسان، التفریعات الفقھیہ، پاکستان، دارالکتب العلمیہ،1424ھ/2003ء، ج1، ص:59

[xv]۔ خالد محمود، فقہ حنفی کی امہات الکتب کا تعارف، تحقیقی مطالعہ، (پی ایچ ڈی آرٹیکل) یونیورسٹی آف پنجاب)2019ء، ص:30،31

[xvi]۔ مجتہد مطلق: اس مجتہد کو کہتے ہیں جو ائمہ متبوعین میں سے کسی امام کی طرف نسبت کرتا ہو، لیکن وہ مذہب اور دلیل میں اس کا مقلد نہ ہو، بلکہ محض اجتہاد میں اپنے امام کا طریقہ اختیار کرنے کی بنا پر اس کا انتساب اس مذہب کی طرف کیا جاتا ہو۔ جیسے امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، اور امام صاحب کے دیگر تلامذہ۔ (کتاب النوازل: ص125)

[xvii]۔ امام سرخسی، اصول سرخسی، ج1، ص281

[xviii]۔ مناع القطان، مناع بن خلیل(1420ھ)، تاریخ التشریع الاسلامی، مکتبہ وھبہ،1422ھ/2001ء، ج1، ص:73

[xix]۔ اصول التشریع الاسلامی، ص:44/ عبد القادر بن حبیب اللہ السندی، حجیۃ السنۃ النبویۃ ومکانتھا فی التشریع الاسلامی، مدینہ منورہ، الجامعۃ الاسلامیہ،1395ھ/1975ء، ج1، ص:90

[xx]۔ امام سرخسی، شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل(483ھ) اصول السرخسیؒ، بیروت، دار المعرفۃ، ج1، ص369

[xxi]۔ امام سرخسی، اصول سرخسی، ج2، ص:105

[xxii]۔ امام سرخسی، المبسوط، ج5، ص:38

[xxiii]۔ عبد القادر، اصول التشریع الاسلامی، ص:91

[xxiv]۔ امام سرخسی، اصول سرخسی، ج2، ص:199

[xxv]۔ القرآن، البقرۃ، آیت:185

[xxvi]۔ امام بخاری، ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری(256ھ)، الادب المفرد، بیروت، دار البشائر الاسلامیہ، 1409ھ/1989ء، ج1، ص:125

[xxvii]۔ علاء الدین البخاری، عبد العزیز بن احمد(730ھ)، کشف الاسرار، دار الکتاب الاسلامی، ج3، ص:378

[xxviii]۔ امام سرخسی، المبسوط، ج24، ص:77

[xxix]۔ السرخسی، محمد بن احمد بن ابی سھل شمس الائمہ (المتوفی:483ھ)، شرح السیر الکبیر، الشرکۃ الشرقیۃ للاعلانات، 1971ء، ج3، ص258

[xxx]۔ القرآن، الشعراء، آیت:155

[xxxi]۔ الشنقیطی، محمد امین بن محمد مختار بن عبد القادر الجکنی (المتوفی:1393ھ)، منہج التشریع الاسلامی وحکمتہ، مدینہ منورہ، الجامعۃ الاسلامیہ، ص315

[xxxii]۔ امام سرخسی، المبسوط، ج5، ص15